بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یادگار شیخ الاسلام ابوالوفاء مولانا ثناءاللہ امرتسری

ہفت روزہ

مجلہ اہل حدیث

مدیر

حکیم اجمل خاں

۲۱ مئی ۱۹۸۴ء

۱۹ شعبان ۱۴۰۴ھ

یہی دینِ محکم یہی فتح باب
کہ دنیا میں توحید ہو بے حجاب

روزے

حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے (شریعت کو صحیح جان کر اور اس کی فرضیت کا اعتقاد کرکے) رکھے۔ اور (صرف) طالب ثواب کے لئے، تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی غرض سے قیام کیا، اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ اور جو کوئی شبِ قدر میں ایمان کے ساتھ (کہ واقعی یہ شب ہزار ماہ سے بہتر ہے) خالص ثواب کی نیت سے شب بیدار رہا تو اس کی سابقہ خطائیں مٹا دی جائیں گی۔

(بخاری و مسلم)

نئی کتابیں

ماہنامہ شاداب

مدیر: قمرالدین صابری
زرسالانہ: ۵۰ روپے، فی کاپی ۵ روپے۔
صفحات ۸۰، سائز ۱۸×۲۲
پتہ: ماہنامہ شاداب 11-5-167
ریڈہلز۔ حیدر آباد ۔

زیر نظر شمارہ ماہنامہ شاداب کا چھٹا شمارہ ہے۔ جو ماشاء اللہ اچھے اہتمام سے شائع کیا گیا ہے۔ شاداب ایک علمی، ادبی، دینی اور سماجی میگزین ہے۔ جس میں کئی بلند پایہ تحقیقی مضامین شریک اشاعت ہیں۔ مثلاً جناب حسن الدین احمد صاحب کا "جامعہ عثمانیہ کا تخیل" اور ڈاکٹر غلام کبریا خاں شبلی کا "تہذیب و ثقافت" نیز دوسرے ادبی مضامین و نظمیں و غزلیں بھی ہیں۔ غرض ادب، علم اور فن سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے بہت خوب ہے۔ گیٹ اپ عمدہ، کاغذ، طباعت اعلیٰ اور کتابت غنیمت ہے۔

اردو اخبارات و رسائل کی حوصلہ افزائی کرنا ہر اردو دوست کا فرض ہے۔ اس لئے شاداب کی خریداری اور توسیع اشاعت ضرور کی جائے۔

ماہنامہ رضوان

"مولانا محمد ثانی حسنی نمبر"

مدیر: محمد حمزہ حسنی
اس شمارہ کی قیمت: ۸ روپے، سالانہ: ۱۵ روپے
پتہ: ماہنامہ رضوان ۳۷ کوئن روڈ لکھنؤ (یوپی)

کوئی تین ماہ قبل ماہنامہ رضوان نے "مولانا محمد ثانی حسنی نمبر" کی خصوصی اشاعت کی اطلاع اخبارات کے ذریعہ دی تھی۔ اب الحمد للہ یہ خاص نمبر حاضر خدمت ہو گیا ہے۔ زیر نظر خصوصی اشاعت ۳۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

مولانا محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ ایک صالح اور صاحب عزیمت عالم دین تھے۔ وہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کے بھانجے ہوتے تھے اور ان کے تربیت یافتہ تھے، موصوف نے اپنی مختصر سی زندگی میں بہت نمایاں کام انجام دیئے۔ وہ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کی نہایت اہم کتاب مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر جماعت تبلیغ کی سوانح حیات ہے۔ وہ شاعر بھی تھے۔ ندوۃ العلماء کا ترانہ آپ ہی کی تخلیق تھا۔ آپ نے مسلم خواتین کے لئے رسالہ رضوان جاری کیا۔ اس کے مضامین و اداریے بھی خود مرتب کرتے تھے۔ کتابوں کی اشاعت کے لئے بہت ہی معیاری مکتبہ اسلام قائم کیا۔

رضوان کی خصوصی اشاعت مرحوم کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ جس میں ان کی حیات و خدمات پر مضامین اور ان کے کلام کے منتخبات بھی درج ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

صدائے منبر (اول)

مصنف: مولانا ثناء اللہ عمری ایم اے
قیمت: بارہ روپے
پتہ: ادارہ تحقیقات اسلامی جامعہ دارالسلام عمرآباد۔ ضلع نارتھ آرکاٹ (ٹامل ناڈو)

زیر نظر کتاب مولانا ثناء اللہ عمری صاحب کے مختلف مضامین کا قیمتی مجموعہ ہے۔ جو وقتاً فوقتاً مختلف اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان مضامین کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تمام قرآن مجید کی آیات کریمہ کے حوالوں سے مرتب کئے گئے ہیں۔ مثلاً تزکیہ، ظلم، اولوالعزمی، اللہ کی رسی، ایمان بالغیب وغیرہ۔ ہر موضوع کے ساتھ اس کی متعلقہ آیات یکجا کرکے مضمون کو بہت ہی جاندار بنا دیا گیا ہے۔

یہ کتاب بھی موصوف کی سابق تصنیف "قرآن اور دعا" کی طرح جامعہ دارالسلام عمرآباد کے ادارہ تحقیقات اسلامی کی جانب سے شائع کی گئی ہے جو بہت ہی مفید اور علمی کتاب ہے۔ اور خطیب ائمہ کرام محققین و مقررین کے لئے شاندار تحفہ ہے۔

کتابت طباعت فوٹو آفسیٹ پر ہے۔ کاغذ نہایت عمدہ، قیمت واجبی۔

ادارہ اور مصنف کی حوصلہ افزائی کے لئے ہر اہل علم کو اس کتاب سے استفادہ کرنا چاہیئے۔

ترجمانِ جمعیت علماء ہریانہ و اسلامی ثقافت کا داعی

پندرہ روزہ

مُجلّہ

اہلِ حدیث

مجلسِ ادارت

مولانا عبدالمتین میمن مولوی فاضل
ابن احمد نقوی ایم اے
مولانا عبدالنور راغب سلفی

مُدیر
حکیم محمد اجمل خاں

۲۱ مئی ۱۹۸۵ء

اشتراکات

سالانہ ـــــ ۲۰ روپے
ششماہی ـــــ ۱۰ روپے
فی کاپی ـــــ ۱۰۰ پیسے
سرپرست و معاونِ خصوصی ـــــ خصوصی

خط و کتابت و ترسیلِ زر کا پتہ
مجلّہ اہلِ حدیث
شکراوہ، وایا پونا ہانہ، فرید آباد ۱۲۱۱۰۴

رمضان المبارک ـ اہلاً وسہلاً

الحمدللہ رمضان المبارک اپنی ان گنت سعادتوں اور تجلّیات کے ساتھ پھر وارد ہو رہا ہے۔ وہ اہلِ ایمان بہت ہی خوش قسمت ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے صحت دی ہے اور اپنی دوسری نعمتوں سے نوازا ہے۔ رمضان المبارک کے روزے رکھیں گے، اپنا تزکیۂ نفس کریں گے۔ اور اللہ کی خوشنودی و رضا حاصل کریں گے۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اور یہ پانچوں چیزیں اصل میں عبادات ہیں جو سب کی سب حکمت و مصلحت سے پُر ہیں مثلاً

۱۔ توحید: عقیدۂ توحید انسان کی فکر، عقل، وجدان اور اس کے جذبات کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس میں ایمان بالغیب، اللہ کی برتری، عظمت اور اسے معبودِ حقیقی سمجھنے کا احساس پیدا کرتا ہے۔

۲۔ نماز: اسی طرح نماز انسان کو بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے ہر دن کم از کم پانچ بار وہ اپنے رب کے سامنے سربسجود ہوتا ہے تو اس کا احساسِ بندگی اُبھرتا ہے اور نفسانیت، ہوا پرستی، لالچ، خود غرضی، بدی اور سرکشی کم ہوتی جاتی ہے۔

۳۔ روزہ: انسانی نفس کو پاک کر کے متقی بناتا ہے۔ اس میں صبر کی صلاحیت و طاقت کو مضبوط بناتا ہے۔

۴۔ زکوٰۃ: اس سے ہمارے مال پاک ہوتے ہیں، حق و انصاف کا بول بالا اور مساوات کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

۵۔ حج: مسلمانوں میں قربانی و ایثار، مرکزیت و اجتماعیت اور شعائرِ اسلام سے محبت و تعلق پیدا کرتا ہے۔

لیکن ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ بہت ہی اہم ہے اور وہ اپنے اندر پوری اسلامی تعلیمات کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ رمضان المبارک کی فضیلت اس لئے بہت ہی زیادہ ہے کہ اس مبارک مہینہ میں قرآن کریم نازل ہوا جس کے ذریعہ اسلامی تعلیمات اس کرۂ ارض پر نازل ہوئی ہیں۔ جو ایک معجزہ ہے۔

اللہ کے رسول فرماتے ہیں کہ جس نے اس یقین کے ساتھ طلبِ ثواب کے لئے روزہ رکھا کہ وہ ہمارے اوپر فرض ہے تو اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس نے طلبِ ثواب کے لئے رمضان میں قیام کیا تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جو حصولِ ثواب کے لئے لیلۃ القدر میں کھڑا ہوا اس کی سابقہ خطائیں [illegible] جائیں گی۔ (متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ میرے لئے ہے۔ اس لئے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔" اس فرمان باری تعالیٰ نے روزے کی اہمیت کو اور زیادہ واضح کر دیا ہے۔ اس لئے جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے رمضان المبارک کے روزے رکھے گا، خلوص و تقویٰ کے ساتھ قیام کرے گا، اور شب قدر کی طاق راتوں میں اللہ تعالیٰ کی پاکی و عظمت بیان کرے گا۔ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق قرار پائے گا۔

روزے کا اجر بے پایاں ہوتا ہے۔ ہر نیکی دس گنا، سو گنا، سات سو گنا اور چودہ سو گنا تک ثواب میں بڑھائی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ عبادت صرف اللہ کے لئے، اس کی خوشنودی و رضا کے حصول کے لئے ہوتی ہے۔ دوسری عبادات کو تو دوسرے انسان دیکھتے ہیں مگر روزہ ایسی عبادت اور فرض ہے جسے انسان تخلیہ میں کرتا ہے۔ خدا ہی اسے جانتا ہے کہ اس کے بندے نے خلوت میں بھی صرف اس کی رضا کے لئے اپنے آپ کو لذتوں نعمتوں اور شہوات سے روکے رکھا، ورنہ وہ چھپ کر اپنی پیاس، بھوک اور شہوت مٹا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس مقدس فریضے کے ذریعہ ہمیں اپنے اندر صبر و استقامت کی بے پناہ قوت حاصل ہوتی ہے۔ جو انسان کے لئے بہت بڑا ہتھیار ہے۔ جس سے پہاڑ بھی ٹل جاتے ہیں۔ جو ہر آڑے اور برے وقت میں کام آتی ہے۔ جو ہمیں خسارے سے بچاتی ہے۔

اللہ کی خوشنودی اور رضا کے لئے روزے رکھیے۔ اپنی اجتماعیت، وحدت اور سالمیت کے لئے اس کے حضور میں گڑگڑائیے۔ ہر بھلے اور برے وقت میں وہی ہمارا حامی و ناصر ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ ہم کن حالات سے گذر رہے ہیں۔ کیسی کیسی آزمائشوں کا سامنا ہے مگر ہمیں وہی بچا سکتا ہے۔

آئیے، اپنے رمضان المبارک کا استقبال کیجیے۔ وہ ہماری زندگیوں میں بار بار آئے۔ اور اس کے لئے ہماری عمریں خوب طویل کر دے۔

جناب مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی صاحب مرحوم

جناب مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی مرحوم ۱۲ مئی ۸۴ء کو طویل علالت کے بعد بالآخر رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰہم اغفر لہٗ وارحمہٗ۔ مفتی صاحب مرحوم دیوبند میں پیدا ہوئے دارالعلوم دیوبند میں انھوں نے تعلیم حاصل کی اس کے بعد وہ گجرات بھی گئے۔ پھر مدرسہ عالیہ کلکتہ میں رہے۔ ۱۹۳۷ء میں وہ کلکتہ سے دہلی تشریف لائے۔ جہاں انھوں نے مولانا آزاد مرحوم کے مشورے پر مولانا حفظ الرحمٰن مرحوم کے ساتھ ندوۃ المصنفین کی بنیاد ڈالی۔ جس نے گزشتہ نصف صدی میں تفسیر، سیرت، تاریخ، ادب، لغت پر سینکڑوں کتابیں شائع کی ہیں۔ اس کا رسالہ "برہان" اپنے معیار کے اعتبار سے ہند و پاکستان کے ممتاز علمی جرائد میں سے ایک ہے۔

مفتی صاحب جمعیت علمائے ہند کے ممتاز ارکین میں سے تھے۔ ایک زمانہ میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب مرحوم، مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی اور مولانا محمد میاں صاحب کو ہی جمعیت علمائے ہند سمجھا جاتا تھا۔

ڈاکٹر سید محمود صاحب کے بعد انھوں نے ہندوستانی مسلم جماعتوں کے مشترکہ پلیٹ فارم آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کی باگ ڈور سنبھالی اور تا حیات اس کے صدر رہے۔ وہ مختلف جماعتوں اور افراد کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے میں بہت ہی اچھا رول ادا کرتے تھے۔

مسلم پرسنل لا بورڈ کی تاسیس اور اس کے کام و پروگرام کو آگے بڑھانے میں پوری دلچسپی لیتے تھے۔ اور آخر تک اس سے وابستہ رہے۔

مرحوم دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ اور قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم کے زبردست حامی تھے۔ انھوں نے دارالعلوم کی نئی انتظامیہ یا مجلس شوریٰ سے اتفاق نہیں کیا تھا۔ اپنی علالت کے دوران بھی مرحوم دارالعلوم کا بار بار تذکرہ کرتے رہتے تھے۔

۱۹۴۷ء سے پہلے وہ قرول باغ میں رہتے تھے۔ لیکن تقسیم کے بعد وہ جامع مسجد پر آ کر مقیم ہو گئے۔ جہاں کانگریس سرکار کے توسط سے انھیں ایک مکان اور دفتر کرائے پر مل گئے۔ وہ اس دنیا سے جاتے وقت بھی اسی مکان میں تھے۔ اُن کا دفتر ندوۃ المصنفین ہمیشہ بڑے بڑے لوگوں کی آماجگاہ بنا رہتا تھا۔ مفتی صاحب کی میٹنگیں بھی اسی دفتر میں ہوتی تھیں وہ بہت عمدہ خطیب، دور اندیش مشیر اور حلیم الطبع انسان تھے۔ ملی مسائل میں بھرپور دلچسپی لیتے تھے۔ سرکاری عہدوں کے کبھی قریب نہیں گئے۔ جمعیت علمائے ہند میں شخصیت پرستی کی خرابی و کمزوری آ جانے سے حضرت مفتی صاحب جیسی شخصیت کا وزن نہیں محسوس کیا گیا۔ اسی طرح دارالعلوم دیوبند میں ان کے ساتھ انصاف نہیں ہوا جس کی وجہ سے مفتی صاحب شخصیت پرستوں سے الگ تھلگ رہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی نیکیاں قبول فرمائے ان کی مغفرت فرمائے۔ اور ملت کے لئے جو کام اور پروگرام انھوں نے جاری کئے تھے انھیں ترقی بخشے۔

پندرہ روزہ مجلہ اہل حدیث

کے نمائندے

حسب دستور سابق مولوی نواب احمد سلفی مجلہ "اہل حدیث" کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں جنوبی ہند کے دورے پر اور مولوی عبد المجیب صاحب یوپی، بہار اور بنگال کے دورے پر روانہ ہو رہے ہیں۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ وہ "مجلہ" کو اپنے قیمتی تعاون و ہمدردی سے نوازیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا۔

(ادارہ)

محمد ثناء اللہ عمری ایم اے، عثمانیہ

قرآن حکیم کا تصوّر عہد و میثاق

مزید چند آیتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جب کبھی ان لوگوں نے اتباع حق کا کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک فریق نے ضرور ہی اسے پس پشت ڈال دیا۔ چنانچہ فرمایا۔

اوکلما عاہدوا عہداً نبذہ فریق منہم بل اکثرہم لا یومنون ۔

جب کبھی ان لوگوں نے اتباع حق کا کوئی عہد کیا تو کسی نہ کسی گروہ نے ضرور ہی اسے پس پشت ڈال دیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں بڑی تعداد ایسے ہی لوگوں کی ہے جن کے دل ایمان سے خالی ہیں۔

اس آیت کے دو معنے ہیں۔ اللہ سے عہد کہ اس کے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان لائیں گے۔ رسول سے عہد کہ اس کے خلاف مشرکین کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے۔ بنی اسرائیل نے جب بھی کوئی عہد کیا تو خود انھیں کی ایک جماعت نے اسے پس پشت ڈال دیا۔ جس طرح وہ عقیدہ اور ایمان میں ٹوٹے تھے۔ عہد و میثاق کے بھی کچے تھے۔ جب بھی ان کا مسلمانوں سے کوئی معاہدہ ہوتا تو ان کا مسلمانوں ایک فریق اسے نظر انداز کر دیتا۔ کیونکہ انکی اکثریت قول و قرار کی اہمیت تسلیم نہیں کرتی۔

یہ آیت ایک یہودی مالک بن صیف کے بارے میں نازل ہوئی تھی جس نے کہا تھا خدا کی قسم ہم سے ایسا کوئی عہد نہیں لیا گیا ہے۔ کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیں۔

سورۂ اعراف میں ہے کہ بنی اسرائیل کی ابتدائی نسلوں کے بعد ایسے ناخلف لوگ ان کے وارث بنے۔ جن سے عہد و میثاق کی پابندی نہ ہو سکی۔

فخلف من بعدہم خلف ورثوا الکتٰب یاخذون عرض ھٰذا الادنیٰ ویقولون سیغفر لنا وان یاتہم عرض مثلہ یاخذوہ الم یوخذ علیہم میثاق الکتٰب ان لا یقولوا علی اللہ الا الحق ودرسوا ما فیہ والدار الاٰخرۃ خیر للذین یتقون افلا تعقلون

پھر ان لوگوں کے بعد ناخلفوں نے ان کی جگہ پالی اور کتاب الٰہی کے وارث ہوئے۔ وہ (دین فروشی کرکے) اس دنیائے حقیر کی متاع (بے تامل) لے لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کی تو ہمیں معافی مل ہی جائے گی۔ اور اگر کوئی متاع انہیں اس طرح (فریق ثانی سے) ہاتھ آجائے تو اسے بھی بلا تامل لے لیں۔ کیا ان سے کتاب میں حکم دیا گیا ہے۔ وہ پڑھ نہیں چکے ہیں؟ جو متقی ہیں۔ ان کیلئے تو آخرت گھر (دنیا اور دنیا کی خواہشوں سے) کہیں بہتر ہے۔ (وہ دنیا کے لئے اپنی آخرت تاراج کرنے والے نہیں۔ (اے شمار یہود!) کیا اتنی سی بات بھی تمہاری عقل میں نہیں آتی؟

سورہ مائدہ میں ہے کہ اس عہد و میثاق کو فراموش کرنے کی پاداش میں جو ملی اتحاد کا واحد ذریعہ تھا۔ عیسائی باہمی بغض و عناد کا شکار ہو گئے۔

ومن الذین قالوا انا نصٰرٰی اخذنا میثاقہم فنسوا حظاً مما ذکروا بہ فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ وسوف ینبئہم اللہ بما کانوا یصنعون ۔

اور جو لوگ اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں (یعنی مسیحی) ان سے ہم نے بھی ہم نے (ایمان و عمل کا) عہد لیا تھا۔ (لیکن) پھر ایسا ہوا کہ جس بات کی نصیحت کی گئی تھی اس سے کچھ بھی فائدہ اٹھانا ان کے حصے میں نہ آیا۔ اسے بالکل فراموش کر بیٹھے۔ (اور ایک دین پر اکٹھے رہنے کی جگہ بہت سی ٹولیوں میں بٹ گئے) پس ہم نے ان کے (مختلف فرقوں کے) درمیان قیامت تک کیلئے دشمنی اور کینے کی آگ بھڑکا دی۔ (یعنی جب وہ ہدایت سے برگشتہ ہو کر مختلف فرقوں میں بٹ گئے تو ہمارے مقررہ قانون کے مطابق ان میں باہمی بغض و عناد کی آگ بھڑک اٹھی۔) اور وہ وقت دور نہیں کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اللہ اس کی حقیقت انھیں بتا دے۔

آل عمران میں کہ اہل کتاب عہد و میثاق خداوندی کی دفعات کو عوام الناس سے چھپاتے اور حق فروشی کرتے تھے۔

واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظہورہم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون ۔

اور دیکھو، جب ایسا ہوا تھا کہ جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے۔ ان سے خدا نے اس بات کا عہد لیا تھا کہ (جو کچھ اس کتاب میں ہے) اسے لوگوں پر واضح کرتے رہنا اور ایسا نہ کرنا کہ (بتلانے اور اعلان کرنے کی جگہ)

چھپانے لگو۔ لیکن انہوں نے (یہ عہد یوں پورا کیا کہ) کتاب اللہ پیٹھ پیچھے ڈال دی۔ اور اسے تھوڑے داموں پر فروخت کر ڈالا (یعنی دنیا کے حقیر فائدوں کے لئے حق فروشی کرنے لگے) پس کیا ہی برا وہ دام ہے جو (حق فروشی کے بدلے) حاصل کیا گیا۔

قرآن نے بعض اور مقامات پر بھی عہد خداوندی کی خلاف ورزی کو سستے داموں بیچنے سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس غلط سودے بازی سے اہل کتاب کو روکا ہے۔ چنانچہ سورۃ نحل میں ہے۔

ولا تشتروا بعهد الله ثمنا قليلا انما عند الله هو خير لكم ان كنتم تعلمون ۝

اور اللہ کے نام پر کئے ہوئے عہد (دنیا کے) بہت تھوڑے فائدے کے بدلے نہ بیچو (راست بازی کا) جو اللہ کے پاس ہے وہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ بشرطیکہ تم سمجھتے بوجھتے ہو۔

اشتراء سے مراد مبادلہ ہے، جیسے خرید و فروخت میں ہوتا ہے۔ اور اللہ کے عہد سے مراد اللہ کی نازل کردہ شریعت ہے جس پر عمل کرنے اور جس کی حفاظت کرنے کا اہل کتاب نے وعدہ کیا تھا۔ اس میں وہ عہد بھی داخل ہے جو انہوں نے اللہ کے نام پر یا دین الٰہی کے نمائندے کی حیثیت سے کیا تھا۔

یہی مضمون آل عمران میں قدر تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

ان الذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلا اولئك لا خلاق لهم في الاخرة ولا يكلمهم الله ولا ينظر اليهم يوم القيامة ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم۔

(یاد رکھو) جن لوگوں کا حال یہ ہے کہ (متاع دنیا کی) ایک حقیر قیمت کے لئے اللہ کا عہد (جن جو ان سے نیک عملی و دیانت داری کیلئے لیا گیا تھا) اور خود اپنی قسمیں (جو یقین دلانے کیلئے کھاتے ہیں) فروخت کر ڈالتے ہیں (اور دیانت داری کی جگہ خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ تو یہی لوگ ہیں۔ کہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ نہ تو قیامت کے دن اللہ ان سے کلام کرے گا۔ نہ ان پر اس کی نظر التفات پڑے گی۔ نہ گناہوں کی آلودگی سے پاک کئے جائیں گے۔ پس ان کے لئے عذاب ہوگا۔ عذاب دردناک۔

یہ آیت بھی یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے اللہ کے رسول کی تعریف کو جو توریت میں درج تھی بدل دیا تھا۔ اللہ نے ان سے مختلف حقوق اور ذمہ داریوں کی ادائیگی عہد لیا تھا۔ انہوں نے خود بھی ان فرائض سے عہدہ برآ ہونے کی قسمیں کھائی تھیں۔ اس کے باوجود دنیوی منفعت کے بدلے گویا اس عہد کو بیچ ڈالا۔ مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں۔

اہل کتاب کی اس گمراہی کی طرف اشارہ کر سمجھتے تھے لیکن دین میں دیانت داری کے جس قدر بھی دینی احکام ہیں۔ وہ صرف اسی لئے ہیں کہ اپنے ہم مذہب آدمیوں کے ساتھ بد معاملگی نہ کی جائے۔ لیکن اگر ایک آدمی دوسرے مذہب اور گروہ کا ہو تو اس کے ساتھ سچائی اور دیانت سے پیش آنا کچھ ضروری نہیں جس طرح بھی ہم کافروں کا مال کھالیں۔ ہمارے لئے جائز ہے۔

لیکن قرآن کہتا ہے۔ دیانت تو ہر حال میں دیانت ہے۔ اور خیانت ہر حال میں خیانت ہے دین و مذہب کے اختلاف سے اچھائی اور برائی کے حقائق معطل نہیں ہو جا سکتے۔ جو شخص بد دیانتی کرتا ہے خواہ کسی اعتقاد اور کسی گروہ کے آدمی کے ساتھ کرے گناہ ہے۔ اور وہ قیامت کے دن خدا کی بخشش رحمت سے محروم رہے گا۔ (ترجمان القرآن)

قرآن پاک نے جا بجا اہل کتاب کو اللہ کے عہد و میثاق کی یاد دہانی کی ہے۔ چنانچہ سورہ بقرہ میں ہے۔

یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم واوفوا بعهدی اوف بعهدکم وایای فارهبون۔

اے بنی اسرائیل! میری نعمت یاد کرو وہ نعمت جس سے میں نے تمہیں سرفراز کیا تھا۔ اور دیکھو! اپنا عہد پورا کرو۔ (جو ہدایت قبول کرنے اور اس پر کاربند ہونے کا عہد ہے) میں اپنا عہد پورا کروں گا (جو ہدایت پر کاربند ہونے والوں کیلئے کامرانی و سعادت کا عہد ہے۔) اور دیکھو! میرے سوا کوئی نہیں پس دوسروں سے نہیں صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

بندوں کا کیا ہوا عہد یہ ہے کہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ بعد میں آنے والے نبیوں کی تصدیق کی جائے۔ اللہ کا کیا ہوا وعدہ یہ تھا۔ کہ انہیں فلاح دارین سے ہمکنار کرے۔

سورہ مائدہ میں ہے کہ جب اہل کتاب کو نبیوں نے اللہ کے عہد و میثاق کی یاد دہانی کرانی چاہی۔ تو انہوں نے ان محسنوں کو نہ صرف جھٹلایا بلکہ قتل بھی کر دیا

لقد اخذنا میثاق بنی اسرائیل وارسلنا الیهم رسلا کلما جاءهم رسول بما لا تهوی انفسهم فریقا کذبوا وفریقا یقتلون ۝

یہ واقعہ ہے کہ ہم نے (ایمان اور عمل کا عہد اطاعت) بنی اسرائیل سے لیا اور (اس پر قائم رکھنے کے لئے ایک کے بعد ایک) رسول بھیجے۔ مگر جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس ایسا حکم لے کر آیا۔ جو ان کی نفسانی خواہشوں کے خلاف تھا۔ تو انہوں نے ان میں سے بعض کو جھٹلا دیا۔ اور بعض کو قتل کیا۔

سورۃ بقرہ کی ایک آیت میں نیکی کی مختلف قسمیں بیان کرتے ہوئے ان خوش نصیبوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو عہد کی پابندی کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ اس عہد میں اللہ اور اس کے بندوں دونوں سے کئے ہوئے عہد داخل ہیں۔ اور یہ عہد و پیمان دین و ایمان اور جان و مال وغیرہ تمام ہی چیزوں کو شامل ہوتا ہے چنانچہ فرمایا۔

لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن بالله والیوم الاخر والملئکة والکتب والنبین واتی المال علی حبه

ذوی القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ والموفون بعہدھم اذا عٰھدوا والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولٰئک الذین صدقوا واولٰئک ھم المتقون۔

نیکی اور بھلائی (کی راہ) یہ نہیں ہے کہ تم نے (عبادت کے وقت) اپنا منہ پورب کی طرف پھیر لیا، یا پچھم کی طرف کر لیا۔ (یا اسی طرح کی کوئی دوسری بات رسم ریت کر لی) نیکی کی راہ تو ان لوگوں کی راہ ہے جو اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، آسمانی کتابوں پر اور خدا کے نبیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ خدا کی محبت کی راہ میں اپنا مال، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیتے ہیں، اور غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اپنی بات کے پکے ہوتے ہیں۔ جب قول وقرار کر لیتے ہیں تو اسے پورا کر کے رہتے ہیں۔ تنگی ومصیبت کی گھڑی ہو یا خوف وہراس کا وقت ہر حال میں صبر والے (اور اپنی راہ میں ثابت قدم) ہوتے ہیں۔ تو بلاشبہ ایسے ہی لوگ ہیں، جو نیکی کی راہ میں سچے ہوئے۔ اور یہی ہیں، جو برائیوں سے بچنے والے انسان ہیں۔

سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا ہے، کہ یہودی قوم نقض عہد کی مجرم ہے۔ اور اس جرم کی پاداش میں گھاٹے اور ٹوٹے میں رہے گی۔

الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولٰئک ھم الخاسرون۔

(تو فاسق کون ہیں؟ فاسق وہ ہیں) جو احکام الٰہی کی اطاعت کا عہد کر کے پھر اسے توڑ ڈالتے ہیں اور (جن رشتوں کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے ان کے کاٹنے میں بے باک ہیں اور اپنی بدعملیوں اور سرکشیوں سے) ملک میں فساد پھیلاتے ہیں۔ سو (جن لوگوں کی شقاوتوں کا یہ حال ہے وہ ہمیشہ گمراہی کی چال ہی چلیں گے۔ اور فی الحقیقت) یہی لوگ ہیں جن کے لئے سر تا سر نامرادی اور نقصان ہے۔

سورہ رعد میں ہے کہ ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت اور انکے لئے برا ٹھکانا ہے۔

والذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولٰئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار۔

جن لوگوں کا حال یہ ہے کہ اللہ کا عہد مضبوط کرنے کے بعد پھر اسے توڑ دیتے ہیں اور جن رشتوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے انھیں قطع کر ڈالتے ہیں۔ اور ملک میں شر وفساد برپا کرتے ہیں۔ تو ایسے ہی لوگ ہیں کہ ان کیلئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا ٹھکانا۔

یہودیوں کی ضلالت وگمراہی دوہری تھی۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کے عہد کو بالائے طاق رکھ دیا۔ اور دوسری طرف بے سروپا باتوں کو خدائی قول وقرار کا نام دے کر ان کی تشہیر کی۔ چنانچہ آل عمران میں ہے۔

الذین قالوا ان اللہ عہد الینا الا نؤمن لرسول حتیٰ یاتینا بقربان تاکلہ النار قل قد جاءکم رسل من قبلی بالبینٰت وبالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صٰدقین۔

جو لوگ کہتے ہیں: اللہ ہم سے عہد لے چکا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے جسے آگ کھا لیتی ہو۔ تم ان سے کہہ دو (اگر تمہارے رد وقبول کی کسوٹی یہی ہے تو بتلاؤ) مجھ سے پہلے اللہ کے کتنے ہی رسول سچائی کی روشن دلیلوں کے ساتھ تمہارے پاس آئے۔ اور اس بات کے ساتھ آئے جس کے لئے تم کہہ رہے ہو۔ (یعنی سوختنی قربانی کے حکم ساتھ) پھر اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو کیوں تم (نے انھیں قبول نہیں کیا۔ اور کیوں ایمان لانے کی جگہ انھیں قتل کرتے رہے۔

مدینہ کے علماء یہود جب اسلام کے خلاف تمام دلیلوں میں ہار گئے۔ تو آخر ڈھونڈ ڈھانڈ کر یہ بات نکالی، کہ ہمیں تورات میں سوختنی قربانی کا حکم دیا گیا اس لئے ہم اس نبی کو سچا مانیں گے۔ جو سوختنی قربانی کے عمل کے ساتھ آیا ہو۔ سوختنی قربانی سے مقصود یہ ہے، کہ یہودی جانوروں کی قربانی کر کے ان کا گوشت آگ میں جلا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ تورات کی تیسری کتاب احبار کی پہلی فصل میں اس کا طریقہ بہ تفصیل بیان کیا گیا ہے۔ قرآن ان کا یہ اعتراض نقل کر کے کہتا ہے۔ اگر تمہاری قبولیت کا دارومدار اسی بات پر ہے۔ تو بتلاؤ تم نے ان نبیوں کو کیوں قتل کیا، جو بقول تمہارے سوختنی قربانی کے حکم کے ساتھ آئے تھے۔ (ترجمان القرآن ۱/۳۵۲)

قرآن حکیم میں نقض عہد کے سلسلہ میں سب سے زیادہ جن لوگوں کو بار بار ذکر کیا گیا ہے۔ وہ بنی اسرائیل ہیں۔ بنی اسرائیل کے ساتھ مصری آبادی کا ایک حصہ قبطیوں کا بھی تھا۔ ان کے متعلق آیا ہے کہ جب کبھی ان پر سخت عذاب نازل ہوتا تو حضرت موسیٰ سے فریاد کرتے کہ اللہ نے تم سے جو عہد کیا ہے۔ اسے بیچ میں ڈال کر ہمارے لئے دعا کرو۔ چنانچہ سورۂ اعراف میں ہے۔

ولما وقع علیھم الرجز قالوا یٰموسیٰ ادع لنا ربک بما عہد عندک لئن کشفت عنا الرجز لنؤمنن لک ولنرسلن معک بنی اسرائیل۔

اور جب ان پر عذاب کی سختی واقع ہوئی۔ تو کہنے لگے۔ اے موسیٰ! تیرے پروردگار نے تجھ سے (نبوت کا) جو عہد کیا ہے۔ تو اس کی بنا پر ہمارے لئے دعا کر۔ اگر تیری دعا سے عذاب ٹل گیا تو ضرور ہم تیرے معتقد ہو جائیں گے۔ اور بنی اسرائیل کو چھوڑ دیں گے۔ کہ تیرے ساتھ چلے جائیں۔

عبدالرزاق شکرنگری گونڈوی

اقبال اور قرآنی تلمیحات

(۳۸) حکیم امت علامہ اقبال کے نزدیک ہی اور صرف وہی سرود و نغمہ مومن کے لئے جائز ہے، جس کی تاثیر سے انسانی قلب و جگر میں طمانیت اور کامل سکون پیدا ہو جائے۔ پھر انسان خوف و غم سے بالکل مامون و محفوظ ہو جائے ؎

جس کی تاثیر سے آدم ہو غم و خوف سے پاک
اور پیدا ہو ایازی سے مقام محمود

وہ نغمہ اور سرود مومن کے لئے جواز کا حق رکھتا ہے جس کی تاثیر آدمی کو غم اور خوف کی آلائش سے پاک کر دے۔ اور غلامی سے سلطانی کا رتبہ پیدا ہو جائے۔ غم اور خوف سے اشارہ ہے قرآن مجید کی آیت کے اس ٹکڑے کی طرف۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ٥

(یونس ۶۲)

اور اس شعر کے دوسرے مصرعے میں "مقام محمود" کی ترکیب بہت خوب ہے۔ بلکہ میری تحسین سے بالاتر ہے۔ کیونکہ "مقام محمود" کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نغمہ اور سرود ایسا ہے جس کی بدولت ایاز (غلام) کو محمود (بادشاہ) کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ دوسرے ارفع معنی یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے اس آیت مبارکہ کی طرف عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا ٥ (بنی اسرائیل ۷۹)

اس شعر سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ اقبال کی شاعری کی نوعیت کیا ہے۔ اس کا سرچشمہ قرآن کریم ہے وگر ہیچ" (مطالب ضرب کلیم ص ۲۱۶، شرح ضرب کلیم ص ۲۹۶ ایضاً بانگ درا)

(۳۹) اقبال کے نزدیک یہ دنیا کوئی ساکن یا مکمل شے نہیں ہے بلکہ ایک متحرک اور ترقی پذیر حقیقت ہے اور کمال کی طرف حرکت کر رہی ہے۔ چنانچہ ان خیالات کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں ؎

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دمادم صدائے کن فیکون

الغرض دنیا عالم ایجاد ہے۔ یہاں ہر لحظہ نئی نئی چیزیں عالم وجود میں آ رہی ہیں۔ فطرت ہر وقت تخلیق اور ایجاد میں مصروف ہے۔ قرآن کریم بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے: کل یوم هو فی شان ٥

خدائے ذو الجلال ہر وقت اپنی جلوہ گری میں مصروف ہے۔ اس شعر میں اقبال نے یونان کے فلسفہ مشائین کی بھی بہ لطیف تردید کی ہے۔ جس کی رو سے خدا عقل اول کو پیدا کر کے کائنات سے بے تعلق ہو گیا۔ مگر اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اللہ نہ فارغ ہوا ہے اور نہ لعنی تخلیق الختم ہوا ہے۔ ہر لحظہ تخلیق ہو رہی ہے۔ اللہ ہر وقت نئی نئی چیزیں پیدا کرنے میں مصروف ہے۔ پرانی اشیاء فنا ہوتی رہتی ہیں اور ان کی جگہ نئی اشیاء پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ خلاصہ کلام تخلیق کا سلسلہ ہر وقت و ہر آن جاری ہے۔ اس شعر میں "کن فیکون" قرآن کریم کی اس آیت سے ماخوذ ہے: فاذا قضیٰ امرا فانما یقول له کن فیکون (المومن ۶۸) شرح ضرب کلیم ص ۲۶۰، شرح بال جبریل ص ۱۸۲)

(۴۰) علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ ملک اور حکومت یہ سب فانی ہیں۔ دراصل ملک اور حکومت دونوں اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ تؤتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء" اس آیت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

افغاں باقی کہسار باقی
الحکم للہ الملک للہ

قرآن حکومت الٰہیہ کے قیام کا خواہشمند ہے۔ حکم خدا ہی کے لئے ہے۔ اس حکم کے سامنے اور کوئی حکم نہیں چل سکتا۔ اور اس کی حکومت کے مقابلہ میں کوئی حکومت نہیں۔ قرآن حکومت الٰہیہ کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔ اس کے نزدیک زمین پر حکومت کا حق اس شخص کو پہنچتا ہے جو خود پہلے اللہ کا محکوم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سکندر، نادر اور ایران جیسے بہت سے دوسرے بڑے بادشاہوں نے اپنی عظیم الشان سلطنتوں کے زمانے میں پھریرے اڑائے۔ اور ہمیشہ کے لئے دنیا سے فنا ہو گئے۔ سچ ہے دائمی حکم خدا کا ہے، دائمی ملک اللہ کا ہے (قرآن اور اقبال ص ۱۸۸، شرح ضرب کلیم ص ۳۵۵، مطالب ضرب کلیم ص ۲۸۲)

(۴۱) ترجمان عالم شاعر مشرق علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

لادینی و لاطینی کس پیچ میں الجھا تو
دارو ہے ضعیفوں کا "لا غالب الا ھو"

اس شعر میں اقبال کا اشارہ مصطفیٰ کمال کی جانب ہے کہ کیا تو لادینی و لاطینی چکر میں پڑا ہوا ہے۔ کمزوروں کا علاج فقط ایک ہے اور وہ یہ کہ اللہ کے سوا کوئی غالب نہیں۔ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ مصطفیٰ کمال کا عقیدہ کیا تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ سیاست کو مذہب سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اقبال کا دل اس کی اس روش کی وجہ سے بہت ملول ہو گیا تھا۔ اس لئے مرحوم نے اپنے غم و رنج کا اظہار اس طرح کیا کہ اے نادان ترک تو بڑی حماقت میں مبتلا ہو گیا ہے۔ اہے

بے وقوف تو کیا سمجھتا ہے کہ علم وفن کو لادینی بنا کر اور لاطینی حروف اختیار کرکے تو ماتنور قوموں کی صف میں کھڑا ہو سکے گا۔ یاد رکھ تیرے ضعف کا علاج یہ نہیں ہے کہ تو یورپ کی کورانہ تقلید کرے، بلکہ تجھے لازم ہے کہ اپنے عقائد درست کرے۔ دنیا میں طاقت، قوت اور غلبہ حاصل کرنے کے لئے اس عقیدہ کو ذہن نشین کرنا چاہئے کہ لاغالب الاھو" اللہ کے سوا مجھ پر اور کوئی غالب نہیں آسکتا۔ واضح ہو کہ لاغالب الاھو" کا نکتہ قرآن مجید سے ماخوذ ہے: کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ۰ (مطالب ضرب کلیم ص ۲۹۲، شرح ضرب کلیم ص ۳۹۰)

(۴۴) اقبال مسئلہ تقدیر پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قوموں کے عروج وزوال کا راز ان کے عمل پیہم اور جہد مسلسل میں پنہاں ہوتا ہے اور ان کی پستی و ذلت ان کی بد عملی پر منحصر ہوتی ہے۔ چنانچہ تقدیر قوموں کے اعمال پر نظر رکھتی ہے۔ جو قومیں جد وجہد میں سرگرم ہوتی ہیں۔ ہمت، جانبازی اور سرفروشی سے کام لیتی ہیں وہ یقیناً ترقی اور عروج حاصل کرتی ہیں۔ جو حق وانصاف پر کاربند رہتی ہیں ان کا عروج پائیدار رہتا ہے۔ جو قومیں ان اوصاف سے خالی رعاری ہوتی ہیں وہ اپنی نالائقی، نااہلی اور بد عملی کی بنا پر صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دی جاتی ہیں۔ یا ذلیل وخوار ہو کر اپنی وقعت اور حیثیت کھو بیٹھتی ہیں ؎

ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی
براں صفتِ تیغ دو پیکر نظر اس کی

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ قومیں اپنے حسن عمل کی بنا پر عروج اور بلندی پاتی ہیں۔ اور ترقی کی منازل طے کرتی ہیں۔ چاند پر کمند پھینکتی ہیں۔ اور بد عملی کی بنا پر پست، ذلیل وخوار ہو جاتی ہیں۔ قرآن نے بھی اس حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے۔ آل فرعون اور ان سے پہلے مجرموں کے عبرتناک انجام کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے: ذالک بان اللہ لم یک مغیراً نعمۃً انعمھا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسھم ۰ (الانفال ۵۳) علامہ مرحوم کے چند ارشادات اسی آیت کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ (مطالب ضرب کلیم ص ۴۵)

(۴۳) علامہ اقبال نے "ضرب کلیم" میں "تقدیر" کے عنوان سے ایک نظم لکھی ہے۔ جس میں خدا اور ابلیس کی گفتگو مذکور ہے۔ اس نظم میں تقدیر کے مسئلہ کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

اے خدائے کن فکاں مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر
آہ! وہ زندانی، نزدیک و دور و دیر و زود

حرف استکبار تیرے سامنے ممکن نہ تھا
ہاں مگر تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود

ابلیس خدا سے ہم کلام ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے خالق کائنات مجھے آدم سے کوئی دشمنی نہ تھی وہ آدم جو زمان ومکان کی قید میں گرفتار ہے۔ بھلا وہ اس قابل ہی کہاں تھا کہ میں اس مٹی کے پتلے اس "زندانی نزدیک و دور" سے دشمنی کرتا۔ اور نہ مجھ میں اس قدر جسارت ہو سکتی ہے کہ میں تیرے سامنے صاف لفظوں میں تیرے حکم کی تعمیل سے انکار کرتا لیکن یہ انکار جسے تو صرف استکبار سے تعبیر کرتا ہے اس لئے سرزد ہوا کہ تیری مشیت ہی یہ نہ تھی کہ میں آدم کو سجدہ کروں یہی وجہ ہے کہ کسی طرح قابل سرزنش نہیں [illegible]

حافظہ فوزیہ طاہرہ گیلانی، لاہور

فتاویٰ

غیر محرم مرد و عورت کا ہاتھ ملانا

کسی غیر مرد سے عورت کا، یا عورت سے کسی غیر مرد کے ہاتھ ملانے کی حلت و حرمت کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ تو نہ تھا جس میں امت مسلمہ کے کسی بھی دور میں کسی فرقے نے اختلاف کیا ہو۔ لیکن آج صورت حال یہ ہے کہ اسلام آباد میں سیرت کانفرنس کے موقع پر ایک سربرآوردہ خاتون نے بھرے مجمع میں یہ کہہ دیا کہ قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ غیر محرم سے ہاتھ ملانا منع ہے! تو اس مسئلہ پر قلم اٹھانے کی ضرورت پیش آگئی ہے۔

قرآن نے فحاشی، بے حیائی اور مرد و عورت کے آزادانہ اختلاط کو ایک بدترین جرم قرار دیا ہے۔ اور علانیہ بے حیائی یعنی زنا کے قریب لے جانے والے ان تمام اعمال و افعال پر پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں۔ جو اس سلسلہ میں تمام پہلوؤں پر محیط ہیں۔ غیر مرد سے ہاتھ ملانا تو دور کی بات ہے قرآن و سنت تو اس بات پر بھی پابندی لگاتا ہے کہ کوئی کسی غیر محرم کو دیکھے۔

ارشاد باری ہے۔

"اے نبی! مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ نظریں نیچی رکھیں (یعنی غیر عورتوں کو گھورتے نہ پھریں) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے۔ اور اے نبی! مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ غیر محرموں کی دید سے نظر کو روک رکھیں۔ اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔"

(النور ۳۰-۳۱)

اگر کوئی یہ کہے کہ یہ تو نظر ملانا ہے، ہاتھ ملانا نہیں۔ سوال یہ ہے کہ دیکھے بغیر کیا ہاتھ ملایا جا سکتا ہے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ کوئی شخص یہ کہے کہ قرآن میں پیشاب پینا کہاں منع ہے۔ جیسا کہ بھارت کے سابق صدر مرار جی ڈیسائی خود پیشاب پیتے بھی رہے اور اسے صحت کے لئے بہت مفید قرار دیتے تھے تو ایسی عقل کی داد ہی دینی چاہئے کہ ایسی ناپاک چیز کہ جس کے چھینٹے پڑ جانے سے بدن یا کپڑے دھونا پڑیں، اس کے متعلق یہ سوال کرنا کہ کتاب و سنت میں ایسے الفاظ کہاں ہیں جن میں اس کے پینے سے روکا گیا ہے۔ تو ایسی عقل پر ماتم ہی کرنا چاہیئے۔

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اگر قرآن میں ایسے صریح الفاظ موجود نہیں کہ غیر محرم سے ہاتھ ملانا ناجائز ہے تو سنت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا کیونکہ سنت بھی قرآن کی وضاحت ہے۔ عملی تفسیر و تعبیر ہے، لہٰذا بخاری کی صحیح ترین روایت ملاحظہ فرمایئے حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں۔

"نبی اکرم نے کبھی کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ نہیں چھوا۔"

(بخاری، کتاب الاحکام، باب بیعۃ النساء)

اسی طرح مسلم شریف کی روایت ہے۔

"اللہ کی قسم نبی اکرم کا ہاتھ کبھی کسی غیر محرم عورت نے نہیں چھوا۔ آپ صرف زبانی اقرار سے بیعت لیتے۔ عائشہ رضی فرماتی ہیں۔ اللہ کی قسم رسول اللہ نے کسی عورت کا ہاتھ کبھی نہیں پکڑا ماسوا ان کے جن کا ہاتھ پکڑنے کی اللہ نے آپ کو اجازت دی (محرم) اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کی ہتھیلی کبھی کسی عورت کی ہتھیلی سے چھوئی تھی۔ اور عورت سے جب بیعت لیتے تو فرما دیتے کہ میں زبانی کلامی تم سے بیعت لوں گا۔"

(مسلم شریف)

ایک اور مقام پر فرمایا۔

"جو شخص بغیر کسی جائز تعلق کے کسی عورت کا ہاتھ چھوئے گا۔ قیامت کے دن اس کے ہاتھ پر انگارہ رکھا جائے گا۔"

(نسائی، ابن ماجہ)

امیمہ بنت رقیقہ کہتی ہیں کہ میں چند عورتوں کے ساتھ رسول اللہ کی بیعت کو حاضر ہوئی۔ آپ نے ہم سے اقرار کر لیا کہ اپنی طاقت کے مطابق (اللہ اور نبی کی نافرمانی سے احتراز کرنا) جب اقرار ہو چکا تو ہم نے عرض کیا۔ ہاتھ لایئے تاکہ ہم آپ سے بیعت کریں۔ آپ نے فرمایا۔ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔ صرف زبانی اقرار کافی ہے۔"

غور کرنے کی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس کے کہ امت کے مردوں اور ایسے ہی عورتوں کے بھی روحانی باپ تھے لیکن اس کے باوجود آپ کنواری عورت سے زیادہ باحیا تھے کَانَ اَشَدَّ حَیَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ۔ آپ سے بڑھ کر کون باحیا رہا ہوگا۔ اور صحابیات بھی جن کے ایمان کی گواہی خدا دیتا ہے اور جنت کی نوید سناتا ہے وہاں پر بھی بیعت جیسے اہم مسئلہ پر بھی ہاتھ ملانا لازم نہیں۔ تقیہ یا رسم بھی نہیں۔ تہذیب یافتہ ہونے کے لئے بھی نہیں بلکہ ایک ایسی اہم ضرورت پر جس پر ساری زندگی کا دارومدار ہے اور اس کے بعد آنے والی زندگی کا بھی۔ وہاں آپ ہاتھ ملانے کے مجاز نہیں۔

ہاتھ ملاتے ہوئے انسان جذبات ایک دل سے

دوسرے دل تک منتقل کرتا ہے، یہ طریقہ انتقالِ جذبات کا بہترین طریقہ ہے۔ چنانچہ مشتاق کی روداد میں سے ساری ساری رات ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کے صبح کر دینا بھی ہے۔

ایک اور حدیث بھی پیش نظر رہنی چاہیے۔

"دو آنکھوں کا (غلط) دیکھنا" زنا۔ دو کانوں کا (غلط) سننا" زنا۔ زبان کا (غلط بولنا) زنا۔ دو ہاتھوں کا (غیر محرم کو) پکڑنا" زنا۔ پاؤں کا (غلط) قدم" زنا۔ دل کا (غلط) قدم" زنا۔ دل کا (غلط) سوچنا" زنا۔ اور عضو جنسی اس پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے یا تکذیب۔"

یہ حدیث منع کر رہی ہے نظر سے۔ سماعت کی لطف اندوزی سے، فواحش کی گفتگو سے۔ غلط لمس سے غلط قدم سے، دل کے چور سے۔

وہ خدا جو نظر ملانے پر تنبیہ و تہدید سے کام لے رہا ہے۔ پر لوچ آواز میں بات پر برہم نظر آتا ہے خوشبو لگانے سے زانی قرار دیتا ہے۔ باریک لباس پہننے پر جنت سے دور کر دیتا ہے۔ اس خدا کو غیر محرم سے مساس کیسا لگتا ہے؟ اب یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟

چلتے چلتے ایک اور آیت نظر سے گزر جائے

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی عام ہو۔ ان کے لئے دنیا و آخرت دونوں جگہ ہی بڑا دردناک عذاب ہے۔"

اب سیرت کانفرنس کے موقع پر یہ کہنا کہ ہاتھ ملانا منع نہیں ہے۔" اشاعت بے حیائی نہیں تو کیا ہے؟ بے حیائی علمی ہو یا عملی، فکری ہو یا اخلاقی بے حیائی ہے۔

یہاں تک پہنچ کر سمجھ میں نہیں آتا کہ کسی تبصرے کی حاجت باقی رہ جاتی ہے یا نہیں سوائے اس کے اول تو ہم مسلمان نہیں اگر ہم ہیں بھی تو اس اسلام کے پرستار تو قطعاً نہیں۔ جو "محمد رسول اللہ" کا لایا ہوا ہے بلکہ یہ ہماری مرضی کا کوئی اور ہی اسلام ہے جو کبھی یورپ اور کبھی روس سے پارسل ہوتا ہے۔ اگر ان غلطیاں کرے

لیکن ان غلطیوں کو قرآن پر تھوپنا کسی صورت درست نہیں۔ اگر احکام شرعیہ ناگوار محسوس ہوتے ہیں تو علی الاعلان اسلام سے مکمل برأت کر دینا کہیں بہتر ہے۔

یہ کام نہ کریں۔

خود بدلتے نہیں، قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

●

مسلمانو! تم پر فریضۂ صوم ایسے ہی عائد کیا گیا جیسے پیشروؤں پر عائد کیا گیا تھا۔ اس طرح توقع ہے کہ تمہارے اندر تقویٰ کی خوبی پیدا ہو جائے۔

(سورہ بقرہ)

پرنٹر پبلشر و ایڈیٹر حکیم اجمل خاں، مطبوعہ اعلیٰ پریس بلیماران دہلی، مقام اشاعت شکراوہ (براہ پونا ہانہ) فرید آباد، ۱۲۲۱۱۰ (ہریانہ) ملکیت اہل حدیث ٹرسٹ۔